ماہِ صفر کی بدعات اور ایک من گھڑت حدیث کا جائزہ

مفتی محمد راشد ڈسکوی

اسلامی سال کا دوسرا مہینہ "صَفَرُ المُظَفَّر" شروع ہو چکا ہے، یہ مہینہ انسانیت میں زمانہ جاہلیت سے ہی منحوس، آسمانوں سے بلائیں اترنے والا اور آفتیں نازل ہونے والا مہینہ سمجھا جاتا ہے، زمانہ جاہلیت کے لوگ اس ماہ میں خوشی کی تقریبات (شادی، بیاہ اور ختنہ وغیرہ) قائم کرنا منحوس سمجھتے تھے اور قابلِ افسوس امر یہ ہے کہ یہی نظریہ نسل در نسل آج تک چلا آرہا ہے، حالاں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت ہی صاف اور واضح الفاظ میں اس مہینے اور اس مہینے کے علاوہ پائے جانے والے والے توہمات اور قیامت تک کے باطل نظریات کی تردید اور نفی فرما دی اور علی الاعلان ارشاد فرما دیا کہ: (اللہ تعالی کے حکم کے بغیر) ایک شخص کی بیماری کے دوسرے کو (خود بخود) لگ جانے (کا عقیدہ)، ماہِ صفر (میں نحوست ہونے کا عقیدہ) اور ایک مخصوص پرندے کی بدشگونی (کا عقیدہ) سب بے حقیقت باتیں ہیں۔ ملاحظہ ہو:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال النبي ﷺ: "لا عَدْوَىٰ ولا صَفَرَ ولا هَامَةَ".

(صحيح البخاري، كتاب الطب، باب الهامة، رقم الحديث: 5770، المكتبة السلفية)

مذکورہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں اس قسم کے فاسد و باطل خیالات و نظریات کی کوئی گنجائش نہیں ہے، ایسے نظریات وعقائد کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پاؤں تلے روند چکے ہیں۔

ماہِ صفر کے بارے میں ایک موضوع اور من گھڑت روایت کا جائزہ:

ماہِ صفر کے متعلق نحوست والا عقیدہ پھیلانے کی خاطر دشمنانِ اسلام نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب جھوٹی روایات پھیلانے جیسے مکروہ اور گھناؤنے افعال سے بھی دریغ نہیں کیا، ذیل میں ایک ایسی ہی من گھڑت روایت اور اس پر ائمہ جرح وتعدیل کا کلام ذکر کیا جاتا ہے، وہ من گھڑت حدیث یہ ہے:

"مَنْ بَشَّرَنِي بِخُرُوْجِ صَفَرَ، بَشَّرْتُه بِالْجَنَّةِ".

ترجمہ: ''جو شخص مجھے صفر کے مہینے کے ختم ہونے کی خوشخبری دے گا، میں اُسے جنت کی بشارت دوں گا''۔

اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے صفر کے مہینے کو منحوس سمجھا جاتا ہے، طریقہ استدلال یہ ہے کہ چوں کہ اس مہینہ میں نحوست تھی، اس لیے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینے کے صحیح سلامت گذرنے پر جنت کی خوشخبری دی ہے۔ تو اس بارے میں جان لینا چاہیے کہ

یہ حدیث صحیح و معتبر نہیں ہے، بلکہ موضوع اور لوگوں کی گھڑی ہوئی ہے، اس کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنا جائز نہیں ہے، چناں چہ ائمہ حدیث نے اس من گھڑت حدیث کے موضوع ہونے کو واضح کرتے ہوئے اس عقیدے کے باطل ہونے کو بیان کیا ہے، ان ائمہ میں ملا علی قاری، علامہ عجلونی، علامہ شوکانی اور علامہ طاہر پٹنی رحمہم اللہ وغیرہ شامل ہیں، ان حضراتِ ائمہ کا تفصیلی کلام ذیل کے حوالوں میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے:

(الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة، حرف الميم، رقم الحديث: 437، 324/2، المكتب الإسلامي). (كشف الخفاء و مزيل الإلباس، حرف الميم، رقم الحديث: 2418، 538/2، مكتبة العلم الحديث). (الفوائد المجموعة للشوكانيؒ، كتاب الفضائل، أحاديث الأدعية والعبادات في الشهور، رقم الحديث: 1260، ص:545، نزار مصطفىٰ الباز). (تذكرة الموضوعات للفتني، ص:116، كتب خانه مجيديه، ملتان)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

''میں نے ایسے لوگوں کے بارے میں دریافت کیا جو ماہِ صفر میں سفر نہیں کرتے (یعنی: سفر کرنا درست نہیں سمجھتے) اور نہ ہی اس مہینے میں اپنے کاموں کو شروع کرتے ہیں، مثلاً: نکاح کرنا اور اپنی بیویوں کے پاس جانا وغیرہ اور اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان ''کہ جو مجھے صفر کے مہینے کے ختم ہونے کی خوشخبری دے گا، میں اُسے جنت کی بشارت دوں گا'' سے دلیل پکڑتے ہیں، کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانِ مبارک (سند کے اعتبار سے) صحیح ہے؟ اور کیا اس مہینے میں نحوست ہوتی ہے؟ اور کیا اس مہینے میں کسی کام کے شروع کرنے سے روکا گیا ہے؟.................. تو جواب ملا کہ ماہِ صفر کے بارے میں جو کچھ لوگوں میں مشہور ہے، یہ کچھ ایسی باتیں ہیں جو اہلِ نجوم کے ہاں پائی جاتیں تھی، جنہیں وہ اس لیے رواج دیتے تھے کہ ان کا وہ قول ثابت ہوسکے، جسے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے تھے، حالاں کہ یہ صاف اور کھلا ہوا جھوٹ ہے''۔ **(الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية، باب المتفرقات: 461/5، دار الكتب العلمية)**

نمبر:۲۔ اس من گھڑت اور موضوع روایت کو ایک طرف رکھیں، اس کے بالمقابل ماہِ صفر کے بارے میں

بہت ساری صحیح احادیث ایسی موجود ہیں، جو ماہِ صفر کی نحوست کی نفی کرتی ہیں، تو ایسی صحیح احادیث کے ہوتے ہوئے موضوع حدیث پر عمل کرنا یا اس کی ترویج کرنا اور اس کے مطابق اپنا ذہن بنانا کوئی عقل مندی کی بات نہیں ہے۔

نمبر:۳۔ محدثین عظام کی تصریحات کے مطابق مذکورہ حدیث موضوع اور من گھڑت ہے، لیکن اگر کچھ لمحات کے لیے یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ یہ حدیث صحیح ہے تو بھی؛ اس حدیث سے ماہِ صفر کے منحوس ہونے پر دلیل پکڑنا درست نہیں ہے، بلکہ اس صورت میں اس کا صحیح مطلب اور مصداق یہ ہوگا کہ چوں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ربیع الاول میں وصال ہونے والا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے رب عز وجل سے ملاقات کا بے حد اشتیاق تھا، اس لیے ہر وقت ربیع الاول کے شروع ہونے کا انتظار رہتا تھا، چناں چہ اس شخص کے لیے آپ نے جنت کی بشارت کا اعلان فرمادیا ہوگا، جو ماہِ صفر کے ختم ہونے کی (اور ربیع الاول شروع ہونے کی) خبر لے کر آئے۔

خلاصہ کلام! یہ کہ اس حدیث کا (بصورتِ صحیح ہونے) ماہِ صفر کی نحوست سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے، بلکہ اسے تو محض مسلمانوں میں غلط نظریات پھیلانے کی غرض سے گھڑا گیا ہے۔

ماہِ صفر کے آخری بدھ کی شرعی حیثیت:

ماہِ صفر کے بارے میں لوگوں میں مشہور غلط عقائد و نظریات میں ایک ''اس مہینے کے آخری بدھ'' کا نظریہ بھی ہے کہ اس بدھ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیماری سے شفا ملی اور آپ نے غسلِ صحت فرمایا، لہٰذا اس خوشی میں مٹھائیاں بانٹی جاتی ہیں، شیرینی تقسیم کی جاتی ہے اور بہت سے علاقوں میں تو اس دن خوشی میں روزہ بھی رکھا جاتا ہے اور خاص طریقے سے نماز بھی پڑھی جاتی ہے، حالاں کہ یہ بالکل خلافِ حقیقت اور خلافِ واقعہ بات ہے، اس دن تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرضِ وفات کی ابتداء ہوئی تھی، نہ کہ مرض کی انتہاء اور شفاء، یہ افواہ اور جھوٹی خبر دراصل یہودیوں کی طرف سے آپ کی مخالفت میں آپ کے بیمار ہونے کی خوشی میں پھیلائی گئی تھی اور مٹھائیاں تقسیم کی گئی تھیں۔ ذیل میں اس باطل نظریئے کی تردید میں اکابر علماء کے فتاویٰ جات کے حوالے پیش کیے جاتے ہیں، جن کی طرف مراجعت کرنے سے اس رسمِ بد اور غلط روش کی اور صفر کے آخری بدھ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شفایاب ہونے یا بیمار ہونے کی اچھی طرح وضاحت ہوجاتی ہے۔

ماہِ صفر کے آخری بدھ روزہ رکھنے کا شرعی حکم:

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ ''امداد المفتین'' میں ایک سوال کے جواب میں صفر کے آخری بدھ کے روزے کی شرعی حیثیت واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''[صفر کے آخری بدھ کی کوئی بھی فضیلت] بالکل غلط اور بے اصل ہے، اس [دن کے روزہ] کو خاص طور

سے رکھنا اور ثواب کا عقیدہ رکھنا بدعت اور ناجائز ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم سے کسی ایک ضعیف حدیث میں [بھی] اس کا ثبوت بالالتزام مروی نہیں اور یہی دلیل ہے اس کے بطلان وفساد اور بدعت ہونے کی، کیونکہ کوئی عبادت ایسی نہیں، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو تعلیم کرنے سے بخل کیا ہو"۔ (امداد المفتین، فصل فی صوم النذر وصوم النفل، ص:416، دارالاشاعت)

ماہِ صفر کے آخری بدھ ایک مخصوص طریقے سے ادا کی جانے والی نماز کا حکم:

اس دن میں روزہ رکھنے کی طرح ایک نماز بھی ادا کی جاتی ہے، جس کی ادائیگی کا ایک مخصوص طریقہ بیان کیا جاتا ہے، اس نماز کو بتلانے والے حضرات صوفیاءِ کرام ہیں، نماز کا طریقہ یہ بیان کیا جاتا ہے، کہ ماہِ صفر کے آخری بدھ دو رکعت نماز، چاشت کے وقت، اس طرح ادا کی جائے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ﴿قل اللهم مالك الملك﴾ والی دو آیتیں پڑھیں اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ﴿قل ادعوا الله أو ادعوا الرحمن﴾ والی دو آیتیں پڑھیں اور سلام پھیرنے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں اور ان الفاظ سے دعا کریں:

"اللّٰهم اصرِف عنّي شرَّ هذا اليومِ، واعصِمْنِي شُؤمَه، واجعَلْه علَيَّ رحمةً وبركةً، وجنِّبْنِي عَمَّا أخافُ فيه من نُحوساته وكرباته بفضلك يا دافعَ الشرور، ويا مالكَ النشور، يا أرحمَ الراحمين".

اس طریقہ نماز کی تخریج علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ نے اپنی کتاب "الآثار المرفوعة في الأخبار الموضوعة" میں کی ہے، آپ لکھتے ہیں:

ومنها: "صلاة الأربعاء الآخر" من شهر صفر..................إلخ". (مجموعة رسائل اللكنوي، "الآثار المرفوعة في الأخبار الموضوعة": 94/5، إدارة القرآن كراتشي)

اس کے بعد حضرت علامہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "اس قسم کی مخصوص طریقوں سے ادا کی جانے والی نمازوں کا حکم یہ ہے کہ اگر اس مخصوص طریقہ کی شریعت میں مخالفت موجود ہو تو کسی کے لیے ان منقول طریقوں کے مطابق نماز ادا کرنا جائز نہیں ہے اور یہ مخصوص طریقے والی نماز شریعت سے متصادم نہ ہو تو پھر ان طریقوں سے نماز ادا کرنا مخصوص شرائط کا لحاظ رکھتے ہوئے جائز ہے، وگرنہ جائز نہیں ہے۔ وہ شرائط یہ ہیں:

(1) اِن نمازوں کو ادا کرنے والا ان کے لیے ایسا اہتمام نہ کرے جیسا کہ شرعاً ثابت شدہ نمازوں (فرائض وواجبات وغیرہ) کے لیے کیا جاتا ہے۔

(2) ان نمازوں کو شارع علیہ السلام سے منقول نہ سمجھے۔

(3) ان منقول نمازوں کے ثبوت کا وہم نہ رکھے۔

(4) ان نمازوں کو شریعت کے دیگر مستحبات وغیرہ کی طرح مستحب نہ سمجھے۔

(5) ان نمازوں کا اس طرح التزام نہ کیا جائے جس کی شریعت کی طرف سے ممانعت ہو۔ جاننا چاہیے کہ ہر مباح کام کو جب اپنے اوپر لازم کرلیا جائے، تو وہ شرعاً مکروہ ہو جاتا ہے''۔ اس کے بعد حضرت رحمہ اللہ نے لکھا ہے: ''موجودہ زمانے میں ایسے افراد معدوم (نہ ہونے کے برابر) ہیں، جو مذکورہ شرائط کی پاسداری رکھ سکیں اور شرائط کی رعایت کیے بغیر ان نمازوں کو ادا کرنے کا حکم اوپر گذر چکا ہے کہ یہ عمل ''نیکی برباد، گناہ لازم'' کا مصداق تو بن سکتا ہے، تقرب الی اللہ کا نہیں''۔

(مجموعة رسائل اللكنوي، "الآثار المرفوعة في الأخبار الموضوعة"، في ذكر صلوات وأدعية مخصوصة، القول الفيصل في هذا المقام: 103/5، 104، إدارة القرآن كراتشي)

ماہ صفر کے آخری بدھ میں مروج رسومات کا حکم

اسی طرح فتاوی رشیدیہ، (کتاب العلم، ص: 171، عالمی مجلس تحفظِ اسلام، کراچی) کفایت المفتی، (کتاب العقائد: 302/2، ادارہ الفاروق، جامعہ فاروقیہ کراچی) فتاویٰ محمودیہ، (باب البدعات والرسوم: 3/ 280، ادارہ الفاروق، جامعہ فاروقیہ کراچی)، احسن الفتاویٰ، (کتاب الایمان والعقائد، باب فی رد البدعات: 360/1، ایچ ایم سعید) فتاویٰ فریدیہ، (کتاب السنۃ والبدعۃ، 299/1، مکتبہ دارالعلوم صدیقیہ، صوابی) میں ماہِ صفر کے اس آخری بدھ کے دن کی کسی بھی قسم کی مشروعیت کا رد کیا گیا ہے۔

اس آخری بدھ کے بارے میں فتاوی حقانیہ میں لکھا ہوا ہے:

''ماہِ صفر المظفر کو منحوس سمجھنا خلافِ اسلام عقیدہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے سختی سے منع فرمایا ہے، اس ماہِ مبارک میں نہ تو آسمان سے بلائیں اترتی ہیں اور نہ اس کے آخری بدھ کو اوپر جاتی ہیں اور نہ ہی امام الانبیاء جنابِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دن مرض سے شفاء یابی ہوئی تھی، بلکہ مؤرخین نے لکھا ہے کہ ۲۸/صفر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تھے، لما قال العلامۃ مفتی عبدالرحیمؒ: ''مسلمانوں کے لیے آخری چہار شنبہ کے طور پر خوشی کا دن منانا جائز نہیں۔ ''شمس التواریخ'' وغیرہ میں ہے کہ ۲۶/صفر ۱۱ھ دوشنبہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو رومیوں سے جہاد کرنے کا حکم دیا اور ۲۷/صفر سہ شنبہ کو اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ امیرِ لشکر مقرر کیے گئے، ۲۸/صفر چہار شنبہ کو اگرچہ آپ بیمار ہو چکے تھے لیکن اپنے ہاتھ سے نشان تیار کرکے اُسامہ کو دیا تھا، ابھی (لشکر کے) کوچ کی نوبت نہیں آئی تھی کہ آخر چہار شنبہ اور پنج شنبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت خوفناک ہوگئی اور ایک تہلکہ سا مچ گیا، اسی دن عشاء سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے پر مقرر فرمایا۔ (شمس التواریخ: 1008/2)

اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ ۲۸/صفر کو چہار شنبہ (بدھ) کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض میں

زیادتی ہوئی تھی اور یہ دن ماہِ صفر کا آخری چہار شنبہ تھا، یہ دن مسلمانوں کے لیے تو خوشی کا ہے ہی نہیں، البتہ! یہود وغیرہ کے لیے شادمانی کا دن ہوسکتا ہے، اس روز کو تہوار کا دن ٹھہرانا، خوشیاں منانا، مدارس وغیرہ میں تعظیم کرنا، یہ تمام باتیں خلافِ شرع اور ناجائز ہیں"۔ (فتاویٰ حقانیہ، کتاب البدعۃ والرسوم :2/84، جامعہ دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک، وکذا فی فتاویٰ رحیمیہ، مایتعلق بالسنۃ والبدعۃ :2/68، 69، دارالاشاعت)

"سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم" میں ہے:

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں علامہ شبلی نعمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "صفر/ ۱۱ ہجری میں آدھی رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع میں جو عام مسلمانوں کا قبرستان تھا، تشریف لے گئے، وہاں سے واپس تشریف لائے تو مزاج ناساز ہوا، یہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی باری کا دن تھا اور روز چہار شنبہ [یعنی: بدھ کا دن] تھا"۔ (سیرۃ النبی :2/115، اسلامی کتب خانہ) اسی کے حاشیہ میں **"علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ"** لکھتے ہیں:

"اس لیے تیرہ [۱۳] دن مدتِ علالت صحیح ہے، علالت کے پانچ دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری ازواج کے حجروں میں بسر فرمائے، اس حساب سے علالت کا آغاز چہار شنبہ (بدھ) سے ہوتا ہے"۔ (حاشیہ سیرۃ النبی:2/114، اسلامی کتب خانہ)

اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کا ذکر سیرت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم (علالت کی ابتداء: 3/156، کتب خانہ مظہری) اور سیرۃ خاتم الانبیاء (سیرت خاتم الانبیاء، ص:126، مکتبۃ المیز ان، لاہور) میں بالتفصیل مذکور ہے۔

آخری بات

اوپر ذکر کردہ تفصیل کے مطابق "مَنْ بَشَّرَنِيْ بِخُرُوْجِ صَفَرَ، بَشَّرْتُه بِالْجَنَّة" والی روایت ثابت نہیں ہے، بلکہ موضوع اور من گھڑت ہے، اس کو بیان کرنا اور اس کے مطابق اپنا ذہن وعقیدہ رکھنا جائز نہیں ہے۔ نیز! ماہِ صفر کے آخری بدھ کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں ہے اور اس دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیماری سے شفاء ملنے والی بات بھی جھوٹی اور دشمنانِ اسلام یہودیوں کی پھیلائی ہوئی ہے، اس دن تو معتبر روایات کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی ابتداء ہوئی تھی نہ کہ شفاء۔

لہٰذا ہم سب کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم خود بھی اس طرح کے توہمات ومنکرات سے بچیں اور حتیٰ الوسع دوسروں کو بھی اس طرح کی خرافات سے بچانے کی کوشش کریں۔

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَأَلَکَ مِنْهُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم وَ عِبَادُکَ الصَّالِحُوْنَ، وأَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا عَاذَ مِنْهُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم وَ عِبَادُکَ الصَّالِحُوْنَ.